قرآن پاک کا جغرافیائی مطالعہ

ملک محمد فیروز فاروقی

مفسرین اور قرآنی علوم پر لکھنے والے مصنفین نے قرآن پاک کا کئی پہلوؤں سے مطالعہ کیا ہے۔ اور ان پر بہت عمدہ کتابیں موجود ہیں۔ لیکن قرآن کے جغرافیائی مطالعہ کی طرف اب تک کوئی قابل ذکر توجہ نہیں دی گئی۔ قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعے کے مقاصد ،حدود، طریقہ کار اور نفس مضمون پر روشنی ڈالنے سے قبل یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد کیا ہے۔

اس مطالعہ سے مراد قرآنی دعوت انقلاب سے متعلق مقامات کا جغرافیائی تعین ، ماحولیات کا تجزیہ، دعوت انقلاب کی تاریخ کی جغرافیائی تعبیر، اور اس تاریخ پر جغرافیائی عوامل کی اثر اندازی کو مکان اور زمان کے حوالے سے بیان کرنا ہے۔

اس مطالعہ کا مقصد تفہیم قرآن کے لئے زیادہ سے زیادہ علمی مواد مہیا کرنا اور قرآن پاک پر زیادہ سے زیادہ تحقیق اور ریسرچ کے نتائج سے قرآنی اسرار و رموز کی واقعاتی تعبیر کو سمجھنا ہے۔ اس مطالعہ کی دعوت خود قرآن نے بہت سے مقامات پر دی ہے مثلاً و اختلاف الیل و النہار وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتہا و تصریف الریاح آیات لقوم یعقلون (دن اور رات کے متبادل طور پر آنے جانے، بارش کے پانی کے ذریعے بنجر اور ناکارہ زمین کے قابل زراعت ہونے اور ہواؤں کی حرکت اور تبدیلی میں، اہل عقل کے لئے بہت سے دلائل اور واضح نشانات موجود ہیں)(۱) قرآن پاک بنیادی

---

(۱) القرآن، جاثیہ : ۵

طور پر اسلامی انقلاب کی دعوت کی کتاب ہے جو انسان اور اس کی زندگی سے بحث کرتی ہے اور واضح کرتی ہے کہ انسان، اس کائنات کے نظام میں کیا مقام رکھتا ہے اور اس کی زندگی کے مقاصد کیا ہیں اور وہ کون سے طریقے ہیں جن کے ذریعے یہ دنیا میں کامیاب زندگی گزار کر آخرت کی نعمتوں کا وارث بن سکتا ہے۔

مفسرین اور ماہرین علوم قرآنی نے قرآن پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن کسی نے بھی قرآن کے جغرافیائی مطالعے کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی۔ بیسویں صدی عیسوی میں سید سلیمان ندوی اور محمد حفظ الرحمان سیوہاروی نے ارض القرآن اور قصص القرآن پر قابل قدر کام کیا ہے (۱) لیکن اسے قرآن کا جغرافیائی مطالعہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ابوالکلام آزاد نے بھی اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں بعض مقامات پر جغرافیائی نوعیت کی کچھ مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں (۲)۔ ان کے علاوہ بعض مصنفین نے جو قرآنی علوم کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ میں بھی دستگاہ رکھتے ہیں، اس ضمن میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔ لیکن ان سب نے قرآنی مطالعہ کے اس پہلو کو ایک موضوع کی حیثیت سے اپنے سامنے نہیں رکھا بلکہ جو کچھ لکھا ہے اس کی حیثیت محض ضمنی سی ہے۔ البتہ ابوالکلام آزاد نے واقعہ اصحاب کہف، سرگذشت ذوالقرنین اور بعض دیگر عنوانات پر تحقیق کی داد دی ہے۔ ان کی تحقیق فی الواقع قابل داد اور لائق مطالعہ ہے۔

جن آسمانی کتابوں کو بھیجا ہی اس لئے گیا تھا کہ وہ ایک خاص علاقے کے لوگوں کے لئے ایک خاص وقت تک ہدایت کا کام دیں اور جن کو مسیحی و یہودی احبار و رہبان نے اپنی خواہشات کا تختۂ مشق بنا کر کچھ

---

(۱) سید سلیمان ندوی، ارض القرآن (ندوۃ المصنفین) مطبع شاہی لکھنؤ ([illegible])، محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن (ندوۃ المصنفین) دہلی ([illegible])

(۲) ابوالکلام آزاد، ترجمان القرآن، مکتبہ کشمیری بازار لاہور۔

کچھ پتا نکالا ہے، ان پر آج مغرب کے اہل علم تحقیق کی داد دے رہے ہیں۔ یہودی دائرۃالمعارف میں یہودی ریسرچ اسکالروں نے یہودیت اور توریت کے جغرافیائی مطالعہ پر جو مواد جمع کیا ہے(۱) اس کا عشر عشیر بھی مسلمانوں نے قرآن کے جغرافیائی مطالعہ پر جمع نہیں کیا ہے۔ جغرافیہ بائبل پر مستقل کتب موجود ہیں(۲)۔ ڈاکٹر ولیم اسمتھ نے بائبل کی ایک ڈکشنری تیار کی ہے جس میں بایو گرافی اور جیوگرافی کے مستقل عنوانات کے تحت معلومات کو یکجا کردیا ہے(۳)۔ مسیحی اور یہودی علماء نے اپنی تاریخ کی جغرافیائی تعبیر کے لئے نقشہ سازی کی جدید ترین تکنیک استعمال کی ہے جس کے مقابلے میں ہم ان نقشوں کا ذکر بھی نہیں کر سکتے جو ہمارے ہاں بعض تفسیروں میں ملتے ہیں اور جن پر عام طور سے نقشہ کے پیمانے اور سمت وغیرہ کا ذکر تک نہیں ہوتا۔

مسلمان علماء کی اس عدم توجہی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مغربی مستشرقین نے اپنی مرضی سے قرآنی حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ نولڈیکی نے عمالقہ اور عاد(۴) کی تحقیق میں ایک رسالہ لکھ کر بزعم خود یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ غیر تاریخی قومیں ہیں(۵)۔ اسی طرح مغربی مصنفین نے اصحاب کہف، سرگذشت ذوالقرنین، اہل سبا، حکومت داؤد و سلیمان، قوم عاد و ثمود اور بنی اسرائیل کے ضمن میں بھی حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مزید مثالوں کے لئے ریورنڈ فارسٹر کی کتاب ''عرب کا تاریخی جغرافیہ'' دیکھئے جس میں اس نے اپنی جہالت کے عجیب و غریب نمونے پیش کئے ہیں۔ اسی طرح اے ولکن، اور روبرٹس اسمتھ نے بھی عجیب و غریب انداز

---

(۱) The Jewish Encyclopaedia, (New York-London), Funk and Magnalls company (1901)

(۲) پادری یوحنا خان، جغرافیہ بائبل (پنجاب ریلجس بک سوسائٹی) انارکلی، لاہور (۱۹۰۴ء)

(۳) ڈاکٹر ولیم اسمتھ، ڈکشنری آف بائبل

(۴) سید سلیمان ندوی، ارض القرآن (ندوۃ المصنفین) مطبع شاہی کھنؤ (۱۹۵۵ء) ج ۱ / ص [illegible]

(۵) ایضاً۔

میں اپنے تعصب اور تنگ نظری کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمارے علماء نے چونکہ اس موضوع میں زیادہ دلچسپی نہیں لی اس لئے ان متعصب مغربی مصنفین کی تحقیقات کے بعض غلط نتائج کو بھی صحیح سمجھ کر من و عن تسلیم کر لیا گیا ہے۔ سید سلیمان ندوی نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے۔

"نہایت عجیب بات ہے کہ تیرہ سو سال میں ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہیں لکھی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانوں کو ان حالات سے ناواقفیت رہی اور دوسری طرف غیروں کو الهین السانہ کہنے کی جرأت ہوئی۔ تورات میں ہزاروں اشخاص، اقوام، بلاد اور مقامات کے نام ہیں جو زمانہ کے تطاول، زبانوں کے ادل بدل سے مجہول اور ناپید ہوچکے ہیں۔ لیکن علمائے نصاریٰ کی ہمت سزاوار آفرین ہے کہ وہ ارض تورات اور انسائیکلو پیڈیا آف بائبل کے ذریعہ سے تین ہزار برس کے مردہ نام اپنی مسیحائی سے زندہ کررہے ہیں"(۱)۔

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے اس سوال کا جواب کہ مغربی مصنفین نے ان علمی تحقیقات کی تحریک اور علم جغرافیہ کے بنیادی تصورات کہاں سے لئے۔ تاریخ نے اب ثابت کردیا ہے اور صحیح الفکر اہل مغرب نے اسے تسلیم کرلیا ہے کہ یورپ نے علمی تحقیقات کی تحریک اسپین کی اسلامی حکومت اور مسلمانوں کی علمی ترقی سے حاصل کی تھی۔ اگر مسلمان علماء اور ریسرچ اسکالرز اسپین کے راستہ سے علم و عرفان کی روشنی کو یورپ تک نہ پہنچاتے تو یورپ جہالت کی ان اتھاہ گہرائیوں سے مزید کئی سو سال تک نہ نکل سکتا جن میں وہ صدیوں سے غرق تھا۔ مردوں کی کھوپڑیوں میں شراب پینے والے، برطانیہ کے دریائے ٹیمز کے کنارے انسانی گوشت کی تجارت کرنے والے، تعلیم کو ذہن کی بدعنوانی، ضعف اور پستی کا ذمہ دار قرار دینے والے، کتابوں

---

(۱) سید سلیمان ندوی، ارض القرآن (مقدمۃ الجمعیت) مطبع مجلس لکھنو [illegible] ج ۱، ص ۴۔

کو جلانے والے اور ہاتھ منہ دھونے اور نہانے کو گناہ عظیم کہنے والے جاہل اہل یورپ کبھی اس جہالت اور ذہنی پستی سے نجات حاصل نہ کرسکتے اگر اسلامی تہذیب و تمدن کی روشنی وہاں نہ پہنچتی(۱)۔

دنیائے اسلام میں نامور جغرافیہ دان موجود ہیں مگر میرے علم کے مطابق ان میں سے کسی نے بھی قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعے کی طرف توجہ نہیں دی۔ نتیجہ یہ ہے کہ بڑی بڑی لائبریریاں ایسے مواد سے یکسر خالی ہیں یا پھر ان میں بہت کم مواد دستیاب ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ غلط فہمی ہے کہ قرآن کا بھلا ان بحثوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ قرآن نماز اور زکواۃ کی فرضیت، روزے کی شرائط و احکام، حج کی غرض و غایت اور اسی قسم کے دوسرے موضوعات پر گفتگو کرتا ہے۔ لیکن ایسا سوچنا قرآن کے بارے میں ایک بڑی غلطی ہے۔ قرآن ہمیں عبادات و احکامات کی تعلیم کے ساتھ ساتھ کائنات کے مطالعہ اور تحقیق اور ریسرچ کی دعوت بھی دیتا ہے۔ قرآن کائنات کی تخلیق کے تدریجی مراحل عمل تخلیق کے کیمیاوی و طبعی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ انسان اور ماحول کے مابین ایک گہرے تفاعلی تعلق کی نشاندھی کرتا ہے۔ انسانی ماحول کے عوامل (مثلاً آب و ھوا، طبعی حالات، اور ذرائع و وسائل وغیرہ) کو بیان کرتا ہے اور ان کی خطی اور علاقائی تقسیم کے اساسیات کی وضاحت کرتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر بیسیوں مباحث اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

آئیے ہم اس مرحلہ پر قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ کا ایک خاکہ

---

(۱) رابرٹ بریفالٹ، تشکیل انسانیت ، (مجلس ترقی ادب) کلب روڈ لاھور، ۱۵۱ - ۱۶۹، ۲۳۶ - ۲۸۳ -

(اھل یورپ کی یہ جہالت ، علم دشمنی اور شقاوت قلبی اب بھی موجود ہے۔ مگر ہم ہیں کہ ان کی تہذیب کی ظاھری چمک دیکھ کر اپنا سب کچھ لٹا چکے ہیں۔ اور مغرب کو علم و تحقیق کا بلا شرکت غیرے امام قرار دئیے جا رہے ہیں۔ ڈارون، میکڈوگل، فرائڈ، ایڈلر، میکاولی، (جھوٹ کا مسلمہ امام) ھیگل اور اینجلز کے خیالات کا مطالعہ کیجیے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ مغربی طرز فکر نے انسان ، انسان کی زندگی اور اس کے مقاصد اور طریقہ کار پر کیسے غیر انسانی خیالات کا اظہار کیا ہے؟ نیچر ازم، ھیومن ازم ، بے قید لبرلزم، نوابت کا قانونی جواز، نیوڈازم، فاشزم، نازی ازم، نیشنلزم اور کئی ایسے انسانیت کش ازم، یورپ کی جاھلیت جدیدہ کے چند ایک مظاھر ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اسپنگلر کی "زوال مغرب"۔

[illegible]

(۱) تاریخی جغرافیہ

انبیائے گذشتہ اور ان کی اقوام و ملل کے حالات کو مکان اور زمان کے حوالے سے بیان کرنا اور جدید ترین نقشہ سازی کی تکنیک کے مطابق جغرافیائی تاریخ کی زمانی ترتیب کو ماحولیاتی پس منظر کے ساتھ پیش کرنا۔

(۲) طبعی جغرافیہ

زمین، اس کے طبعی اشکال، آسمان، سیاروں کی تخلیق اور طبعی ترکیب، کرۂ ہوا اور کرۂ آب کی ترکیب، بناوٹ اور ان کے اندرونی عمل کا تجزیہ۔

(۳) ماحولیاتی جغرافیہ

ا۔ انسان :۔ انسان کی تخلیق و پیدائش اور اس کی ذات کی نشو و نما پر قرآن اور علم جغرافیہ کے مشترک موضوع بحث کی حیثیت سے تحقیق۔

ب۔ ماحول :۔ طبعی اور غیر طبعی ماحول کا تجزیاتی مطالعہ۔

ج۔ انسان اور ماحول :۔ باہمی ربط و تعلق کی وضاحت۔

د۔ نظریہ جبریت :۔ اس کا جدید فکری رجحانات کی روشنی میں جائزہ۔

(۴) ترقیاتی و اقتصادی جغرافیہ

اللہ نے انسانی ترقی اور اقتصادی بہبود کے لئے جن وسائل کو انسان کے اختیار میں دیا ہے ان کی افادیت اور منصوبہ بندی کی بحث۔

ا۔ معدنیاتی وسائل اور صنعت :۔

ب۔ زمینی اور آبی وسائل اور زراعت :۔

ج۔ غیر طبعی وسائل اور انسان کی تہذیبی و ثقافتی نشو و نما۔

(۵) جغرافیائی مطالعہ اور اسلامی عقیدہ ایمان و توحید کا باہمی ربط

کائنات کا جغرافیائی مطالعہ اسلامی عقیدہ ایمان و توحید پر ایک آفاقی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہذا اسے اسلام کی عالمگیر مثبت تبلیغ کے لئے ایک موثر ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔

(٦) علم جغرافیہ اور اس کی قرآنی منہاجیات :-

ایک تعارفی اور تقابلی مطالعہ۔

دو واضح آیات۔

مندرجہ بالا اجمالی نقشہ سے قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ کی وسعت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی حدود بھی متعین ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔ اور قرآن پاک کی اس عالمگیر صداقت کا پتہ بھی ملتا ہے جس کا اعلان آج سے چودہ سو سال پہلے صحرائے عرب سے کیا گیا تھا۔

سنریہم آیاتنا فی الافاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق۔

عنقریب وہ وقت آئے گا جب ہم لوگوں کو اس کائنات میں اور خود ان کے (اندر) نفس میں ایسے واضح نشانات دکھائیں گے کہ ان پر ظاہر ہوجائے گا کہ حق وہی ہے جو قرآن پیش کرتا ہے (۱)

ایک اور جگہ پر قرآن نے اسی عالمگیر صداقت کو یوں بیان کیا ہے۔

و فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون۔

یقین رکھنے والوں کے لئے زمین میں واضح نشانات و دلائل موجود ہیں اور اے لوگو، خود تمہارے نفس میں بھی ایسے ہی واضح نشانات اور دلائل موجود ہیں۔ اس قدر دلائل کے باوجود کیا تم غور اور تحقیق و ریسرچ نہ کرو گے۔ (۲)

---

(۱) القرآن الکریم، حم : ۵۳۔

(۲) القرآن الکریم، الذاریات : ۲۱۔

... ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون آیت میں جو لفظ ارض آیا ہے اسے انگریزی میں ارتھ اردو میں زمین اور یونانی زبان میں جیو لکھا جاتا ہے - اور اس آیت کے آخری لفظ تبصرون کے لئے، انگریزی لفظ ریسرچ، اردو میں غور و فکر (عقل کا استعمال) اور یونانی زبان کا تقریباً ملتا جلتا لفظ گرافین (Graphein) استعمال ہوتا ہے - جیو اور گرافین سے جیوگرافی بنایا گیا ہے - اس تشریح سے ارض اور تبصرون کا تعلق واضح ہوکر ہمارے سامنے آجاتا ہے اور قرآن نے جغرافیائی مطالعہ کی جو دعوت دی ہے اس کا مقصد و مدعا بھی معلوم ہوجاتا ہے -

ہماری صدیوں پرانی ذہنی غلامی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم علم جغرافیہ کے بنیادی تصورات، نفس مضمون اور نظریاتی منہاج کے لئے چند مغربی علمائے جغرافیہ کی تحقیقات پر اکتفا کر چکے ہیں - حتی کہ ایسے واضح تصورات کے لئے جنہیں قرآن پاک نے اپنے مخصوص انداز میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، ہم انہیں علمائے مغرب کے محتاج ہیں - زمین کی ساخت اور اس کی طبعی ترکیب کے لئے ہم کانٹ لیپ لیس، جیفریز وغیرہ کے نظریات کو حرف آخر تسلیم کرچکے ہیں - انسان پر ماحولیاتی اثر کے بارے میں قرآن نے ماحولیاتی قدریت کا نظریہ پیش کیا تھا اسے جب فرانسیسی جغرافیہ دان ودا ڈی لا بلاش نے پوسبل ازم کے نام سے بیان کیا تو ہم نے جھٹ سے اس 'علمی تحقیق' کا سہرا اسی فرانسیسی جغرافیہ دان کے سر باندھ دیا - دنیا کے جغرافیائی مطالعے کے لئے جب علمائے مغرب نے خطی مطالعہ کی منہاج پیش کی تو ہم نے اس کا ذمہ دار بھی مغربی علماء کو قرار دے ڈالا - اور یہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ اس طریق کار پر قرآن نے کائنات کے مطالعہ کے عنوان سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل روشنی ڈالی تھی جب اہل یورپ انسانی بالوں کے کپڑے پہن کر دنیا کو برائی اور ظلم و جور سے لبریز کرنے میں مصروف تھے - زمین اور انسانی زندگی کے ارتقا کے بارے میں جو ارضیاتی زمانی گوشوارہ قرآن نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا تھا اسے ہم نے ڈالٹن اور دیگر

علمائے مغرب کی ذہنی کاوش کا نتیجہ سمجھا۔ ہم توازنیت (آئسوسٹسی) اور کائنات کے فطری توازن کے نظریات کو بھی ہم نے علمائے مغرب کے کھاتے میں ڈال دیا۔

میرا مطلب کسی علمی تعصب کو ہوا دینا نہیں ہے۔ نہ میرا مقصد یہ ہے کہ ہم اہل مغرب کے علوم اور تحقیقات کو اپنے سے دور کردیں اور ان سے دست کش ہوجائیں۔ بلکہ کہنا صرف یہ ہے کہ جن نظریات اور تصورات کو قرآن نے پیش کیا ہے ان کے بارے میں ہم قرآنی تعلیمات کو چھوڑ کر مغرب کی امامت کو کیوں تسلیم کریں؟ ہمیں چاہئے کہ قرآنی علوم کو زیادہ سے زیادہ تحقیق کا موضوع بنائیں۔ قرآن پاک کو علم ارضیات یا علم جغرافیہ کی کتاب کے طور پر پیش کرنا بھی میرا مقصد نہیں ہے۔ قرآن اپنے آپ کو ''تذکرہ'' کہتا ہے اور مقصد یہ بیان کرتا ہے کہ انسانی زندگی کی اصلاح، ترقی اور نشو و نما کے ذریعے اسے زیادہ کامیاب بنایا جائے۔ تاکہ یہ اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے رب کریم و رحیم کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرسکے۔ قرآن چونکہ مطالعہ کائنات کی دعوت دیتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس طرف متوجہ ہوں۔ قرآن نے کائناتی علوم کی بعض بنیادی حقیقتوں کے بیان پر اکتفا کیا ہے اور باقی تفصیلات کو انسانی تحقیقات کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ حق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ہم مسلمانوں کا ہے کہ ہم اسے موضوع تحقیق بنائیں۔